

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جلد ۱۰ مضامین غیر نمبر ۱۷

مورخہ ۶ مئی ۱۹۲۵ء

# بیخودی
(نمبر ۲)
(بسلسلہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۵ء)

(۱۰) "اگر اب زمانہ کروٹیں بدل رہا ہے اور شکسپیر پرستان ہندی خود اپنے اُجڑے ہوئے گھروں اور بھولے ہوئے خزانوں کی دیکھ بھال کی طرف متوجہ نظر آتے ہیں"

ہاں جناب! بیشک نظر آتے ہیں مگر اُجڑے گھروں اور بھولے ہوئے خزانوں میں زر و گوہر کی جگہ کنکر پتھر دکھائی دیتے ہیں سامنے سیدھا سادہ اُردو لفظ موجود ہے مگر وہ اوپر اُسکے انگریزی چار یا عربی فارسی پتھر کھینچ مارتے ہیں ایسی حالت میں اُردو ٹاٹ کی انگیا مونج کی بخیہ ہوئی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نو وارد آغا بول رہا ہے

عہد بندہ ہم شکستن کرچکا
رخت رحلت نیز بستن کرچکا

یا کوئی صدر بازار کا انگریزی دانا گوروں سے دم پُکار رہا ہے۔

"صاحب! صاحب! گوڈ واٹ پوٹی دو آٹر پر ہیڈ خوشی ہو ٹیک خوشی ہو نہ ٹیک"

امید نہیں کہ اس توجہ سے اُردو کو فائدہ پہونچے تیر سودا جس آتش کی زبان کا نام "بقا لا نام اردو" رکھا گیا ہے۔

(۱۱) "ہر یونیورسٹی میں اُردو کی تعلیم ضروری قرار پاتی نظر آتی ہے"

خواب بھی اچھا ہے مگر تعبیر خراب ہے کیا معنی کہ تنقید کا مائدہ دیمی مشوق ہے بی۔ اے یا ایم۔ اے ہونے کے بعد دو چار ٹوٹی پھوٹی کتابیں انگریزی سے اُردو میں لکھیں چلیے صاحب تصنیف ہو گئے اور شمس العلما کا خطاب مل گیا خطاب پایا اور اُردو کے پروفیسر بننے کا حق حاصل کر لیا۔ ابتک یہی دستور دیکھا دکسی نے تصنیف میں محاورے کی غلطیاں پکڑیں نہ اُردو کے مسلم الثبوت استاد ہونے میں بل ڈالا کہ اسکے تو یہ معنی ہوئے کہ اُردو نہیں انگریزی کی تعلیم ضروری ہے انگریزی کا مرحلہ طے کیا اور نوکری کا ہفت خوان فتح ہو گیا۔ یہ بات قابل تشریح ہے

(۱۲) "اب وقت آگیا ہے کہ مرزا کے دیوان کی شرح ایسی لکھی جائے کہ دیوان خود بزبان حال پکار اُٹھے کہ حق شرح ادا ہو گیا۔"

اے حضرت دیوان کی دو ضربتیں ہیں ایک تو اپنی اُستادی کا ڈنکا بجاتی ہے اور دوسری الکن ہے۔ اُردو اُردو کرتی ہے۔ یہ تو محال ہے کہ غیر اُردو کو پلیٹ کیے مرزا کے سامحات گرسی نشین ہوں یا الفاظ اپنے اصلی معانی سے علٰحدہ کیے بغیر کسی واقعی مطلب و مدعا تک پہونچا دیں پھر بجز اسکے اور کیا ہوگا کہ بھوتنے تیر اٹھائے جائیں مرزا غالب کے الفاظ کا منقوش میں آپ بھی دیکھتے ہیں ہم بھی دیکھتے ہیں مطلب و مدعا کی جستجو آپ کو بھی ہے ہم کو بھی ہے اُنکی اُستادی میں کلام نہیں ہے نہ آپ کو۔ ابھی تو آپ نے اپنی شرح کی بانگی دکھائی ہے مکمل کتاب جب سامنے آئے گی تو دنیا خود ہی تصفیہ کر دے گی کہ مصنف اپنے کلام کو سمجھا تھا یا آپ اُس سے زیادہ سمجھے۔ الفاظ اُن معانی پر جنکے اختراع کا سہرا آپکے ذہن رسا کے سر ہے حاوی بھی ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی معانی کے بارے میں پرسش نہ کرے تو امیر خسرو کے ترانے طبلے کی پرن راگ کی اوپ بلکہ چڑیوں کے چہکارے بھی حقائق و معارف حکمت و فلسفہ پر مشتمل ہو سکتے ہیں۔

ایک حق آگاہ ناچ رنگ کی صحبت میں شریک ہوئے طبلے پر تھاپ پڑی سارنگی رہتی گئی نندی ہاتھ پھیلا کے بھاؤ بتانے لگی۔ دفعتہً حق آگاہ صاحب نے ہاے کا نعرہ مارا حاضرین نے پوچھا خیر باشد؟ فرمایا صاحبو تم کیا جانو طبلہ کہتا ہے لعنت لعنت!! سارنگی کہتی ہے کن پر کن پر رنڈی چڑیل میری اور تمھاری طرف اشارہ کرتی ہے۔ دن بیان پر بات نصیحت کی تھی مگر اسپر بھی حاضرین متفق نہوے کہ درحقیقت طبلے سارنگی کی آواز اور رنڈی کے بھاؤ کے یہی معنی ہیں۔ تعبیر اُنھیں الفاظ کی شایع کرتا ہے جو سامنے موجود ہوں۔

(۱۳) "یہی وہ شرح ہے جسکی بیگناہ کُشی سے اشعار غالب سیاہ پوش نظر آتے ہیں"

اشعار غالب حضرت نظم طباطبائی کی تشریح سے پہلے بھی سیاہ پوش تھے۔ خدا جانے پر بیمینوں سے یہ کسی حرف کا منھ کالا کیے بغیر چھوڑتے ہی نہیں۔ ہماری بات مانیے تو آپ اس سیاہی کے قریب نہ جائیے ورنہ واللہ باللہ سب حرف آپ کی شرح کے بھی سیاہ پوش نظر آئیں گے اور متن کے بھی اُسوقت لوگوں کو دھوکا ہوگا کہ یہ سیاہی روے متن پر حضرت طباطبائی کی شرح سے چھائی یا آپ کی۔

شہنشاہ اکبر شکار کھیلنے گئے تھے لشکر سے جدا ہو گئے پیاس لگی ایک گنوار سے پانی مانگا اُس نے گنّے کا رس پلایا۔ بادشاہ کے پاس اُسوقت کچھ نہ تھا فرمایا کیوں جی بھلا تمھارا دل کبھی اپنے بادشاہ کی زیارت بھی کرنا چاہتا ہے گنوار نے کہا۔ "جرور" بادشاہ نے گنوار کو اپنے ساتھ لیا آہستہ آہستہ گھوڑے پر سوار لشکر کے قریب پہونچے راہ میں گنوار سے کہہ دیا تھا کہ دیکھو جسے سب سلام کریں وہی بادشاہ ہے۔ عمائد و امرا بادشاہ کو دیکھتے ہی زمیں بوس ہو گئے بادشاہ نے گنوار سے کہا دیکھا۔ اب سمجھے کون بادشاہ ہے۔ گنوار جھلا کے کہنے لگا:-

"کا جانی تم بادسا ہو کہ ہم"

واقعی ہر شخص مشتبہ ہے زمیں بوسی کی سنت سے وہی شخص مستثنے تھے ایک بادشاہ دوسرا گنوار۔ ہمیں خوف ہے کہیں مرزا کی سیاہ روئی سے ناظرین مشتبہ نہو جائیں۔

(۱۴) "کہیں انتخاب الفاظ کے گلے پر چھری پھرائی گئی"

حضرت! چھری پھرائی نہیں جاتی پھیری جاتی ہے۔

جس کسی پر آپ اعتبار کیجیے اُس سے پوچھ لیجیے۔

(۱۵) مگر کیا کروں اس عمل پر جناب طباطبائی کے احترام کے خیال سے ساکت رہنے کے یہ معنی نکلتے ہیں کہ مرزا اور نسخہ سے یگانۂ دہر کی تنقیص کمال مجھے منظور ہے۔

یہ عذر بیکار سا ہے۔ جناب طباطبائی غالب مرحوم سے تعصب نہیں رکھتے اگر آپ کے امکان میں ہو تو ضرور غالب مرحوم کے متعلق اور مُغلق کلام کی وضاحت فرمایئے بات قابل تسلیم ہوگی تو ضرور مانی جائے گی۔

بعض امور کی جانب مجمل اشارہ کیا جاتا ہے لگے ہاتھوں ان کی سند ڈھونڈ لیجیے۔

عربی محاورہ ہے "اصلاح ذات البین" چنانچہ قرآن میں ہے "اصلحوا ذات بینکم" مرزا غالب اسے اصلاح بین الذاتین لکھتے ہیں۔

تجدید عہد محاورہ ہے مرزا غالب فرماتے ہیں ؎

کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

اس مقلوبی وضاحت سے کیا فائدہ۔ اگر یہ امور غالب مرحوم کے واسطے جائز ہیں تو غریب کم استعداد اشخاص پر نقش کا بجز۔ نعوذ باللہ۔ معاذ اللہ۔ حفظ ما تقدم بعوض تقدم بالحفظ۔ تو پھر استاد اکبر سے کیوں حملہ کیا جاتا ہے۔

تماشا عجیب ہے کہ غالب مرحوم فرماتے ہیں۔

کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

تین متحرک کاف ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں مصرعہ میں کاف کا عمل ہو گیا ہے۔ انصاف سے کہیے اگر کوئی شخص اشارہ کرے تو کیا وہ مستحق عقوبت ہے؟

غالب فرماتے ہیں "نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا" کیا شارح یہ نہ بتائے کہ "اثبات" مذکر ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کے اساتذہ سے پوچھیے۔ اس باؤ پر ترجیح دینے کا یہ مطلب ہوگا کہ غلطی کا رواج پسند کر لیا گیا۔ اُستاد کی غلطی قابل تقلید سمجھی جاتی ہے شارح کا یہ فرض تھا کہ دیکھنے والے کو متنبہ کر دے۔ بعد ازاں اُسے اختیار ہے چاہے مانے یا نہ مانے۔ سیکڑوں غلطیاں اسی وجہ سے مروج ہو گئیں کہ اساتذہ سے سرزد ہوئی تھیں۔

غالب فرماتے ہیں ؎

فرماں روائے کشور ہندوستان ہے

فارسی ترکیب میں اعلان نون بعد الاضافہ معیوب ہے۔

وہ فرماتے ہیں ؎

شرع و آئین پر مدار سہی

یہاں بھی اعلان نون قبیح ہے۔ ایسی غلطیاں اگلے اساتذہ کے کلام میں بہت ہیں۔ خود غالب نے بھی اپنے کسی مکتوب یا ملفوظ میں ان کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اگر شارح نے اس کی توضیح کر دی تو کس جرم کا مرتکب ہوا۔

وہ "مبارک" ہر جگہ "مبارک ہو" جیسی بھی نہیں "مبارک ہو" جو کہیں تو کیا شارح اتنا بھی نہ کہے کہ یہ "ثقیل" ہے۔

وہ فرماتے ہیں ؎ ہے قلم میری ابر گوہر بار۔ تو کیا شارح "قلم" کی تانیث تسلیم کرے یا کم از کم اتنا بھی اشارہ نہ کرے کہ حضرت غالب "قلم" کو مونث سمجھتے تھے۔

وہ کہتے ہیں ؎

ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جوان میر بھی تھا

اور آپ کی جانب سے شارح بمقصد توضیح کا حق بھی نہیں رکھتا کہ "ہم ہی" سے "ہمیں" زیادہ فصیح ہے۔ غالب کبھی "بات کی پیچ" لکھتے ہیں کبھی "بات کا پیچ" مگر شارح یہ کہے تو گنہگار ہے کہ اُن کے نزدیک اس لفظ کی تانیث و تذکیر منقح نہ تھی وہ دونوں طرح استعمال کرتے تھے۔ اے حضرت یہ تو اعتراض نہیں ہے طلبہ کی تنبیہ مقصود ہے۔

یہ باتیں شعرا کے لیے سپر کا کام دیتی ہیں۔ لوگ سند کے طور پر یاد رکھتے ہیں۔ تنبیہ دینے کے لیے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بدنیتی پر محمول نہیں۔ انھیں "اعتراض" نہ کہنا چاہیے۔ آپ کے نفس نے کیونکر گوارا کیا کہ بے سمجھے بوجھے بول اٹھے اور تنقیح یا توضیح یا تنبیہ کو اعتراض خواہ عناد سمجھے

مشہور الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا بھی مرزا غالب مرحوم کی ایک خصوصیت ہے۔ ابوالفضل بھی اسی راہ کا سالک تھا پریشانی خاطر کی جگہ انقسام خاطر توزیع بال شکستگی حال لکھنے اس خصوصیت کی توضیح ہوتی ہے۔ یہ کچھ نام رکھنے والی بات نہیں لفظ اگر اپنے لغوی یا اصطلاحی معنی ظاہر کر سکتی ہے تو ذخیرۂ معنی لغت کی مدد سے کام نکل سکتا ہے مگر صرف اتنی دشواری ہے کہ ایک پاکٹ ڈکشنری (جیبی لغت) پاس رکھنی ہوگی۔ فیلالوجی (اصول لغات) کے ماہر کہتے ہیں کہ اصطلاح خاص کے اسلوب سے اجنبی الفاظ کسی زبان میں شامل ہو جاتے ہیں وہ جب تک گھل مل کے ایک ذات نہ ہو جائیں بے زیب رہیں گے اور اہل زبان اُن سے وحشت کریں گے ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں ممکن ہے کہ وہ مقبول ہو جائیں مگر اس قبول کا نتیجہ ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ اس اجنبی لفظ کے ہم معنی جو دوسرا لفظ دیسی زبان میں موجود ہے ترک کر دی جائے اجنبیت کا مقتضی توحش ہے یہ توحش فطرت میں داخل ہے۔

ایک جولاہے صاحب اتفاق سے کابل گئے اور کئی برس کے بعد وطن تشریف لائے ٹوٹی پھوٹی فارسی اس وجہ سے ہر وقت بولتے رہتے تھے کہ گنوار بھائی بندوں پر قابلیت کا رعب قائم ہو کچھ دنوں بعد ہیضہ میں مبتلا ہوئے ہیضہ بھی شاید قابلیت کی فراوانی یا فارسیت کے تعلق اہمو کے نے پیدا کیا تھا پیاس کے وقت "پانی" کہہ نہ سکے ماں سے:-

"آب آب وای تشنگی مادر آب بیار"

کی فرمائش کرتے رہے۔ وہ بیچاری متحیر تھی پوچھتی رہی۔

"اے بیٹا لال کا مانگت ہے موری سمجھ ماں نا ہیں آوت ہے"

آخر مرتے وقت پانی بھی نہ ملا روح پیاسی جنت سدھاری۔ ان حالات میں پاکٹ ڈکشنری کا بس بھی نہیں چل سکتا۔ غریب دیسی الفاظ

دو وجوہ سے ترک کیے گئے ہیں ایک ثقل دوسرے
عدم احتیاج۔ جو شخص "درمیان بٹ جانے" کی جگہ
اردو جملہ میں "انقسام خواطر" پریشانی کے عوض
"تشتت بال" "وسعت" کے مقام پر "فسحت" کہے گا
اس پر ضرور لوگ ہنسینگے۔ خواہ وہ پڑھے لکھے ہوں
یا جاہل۔ ایک مولوی صاحب دودھ لینے گئے
دودھ والی سے پوچھنے لگے "اکمہ پر ینہ روز
لبن کیفا بیع کرتی ہے یا وزنا" دو ایک دفعہ
سوال دوہرانے پر دودھ والی سے کچھ جواب نہ پایا
تو جھلائے اور ڈانٹ بتائی۔
"العیاذ باللہ یہ تکبر ہائے"
تکبر کے آخری دو حرف سنتے ہی بڑھیا بھی گالی
دیتا ہے لے کے ترازو کی ڈنڈی یا پانچ چار
اینٹے بینڈے ہاتھ جھاڑ دیے اب تو
کالوری مولوی صاحب کا صفحہ جسم اقلیدس
کا ورق ہو گیا بجائے کیل و وزن (ناپ تول)
ڈیل کی برجیوں کی مساحت کرنی پڑی۔
یہ سیل اور ست رتی تھیں اگلوں نے بھی
کہی ہیں مگر دل لگی کی راہ سے چنانچہ عربی کی
یہ نظم مشہور ہے ؎

ترلہ اذا تادمتہ بین عاشقم سن تم کن
خندیمعی معجبا دا جابنی بزبانہ
ثن صبروثن گنی اوزبو ہ مشکل کتمسن
بو عشق در محنت اولر ما نت من مہانہ

خلاصہ یہ کہ اگر اس قسم کا توحش خارج کر حضرت غالب
کے بعض اشعار سے ہوا یا اسکا اظہار کیا گیا تو کیا
گناہ ہے۔

حضرت غالب فرماتے ہیں ؎

وہ شہنشاہ کہ جسکے پئے تعمیر سرا
چشم جبریل بنی قالب خشت دیوار

شارح نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ؎
"دیکھیے جبریل کی آنکھوں کے مول خشت دیا"
"تو گڑ بڑ ہونے کا محل نہیں"۔

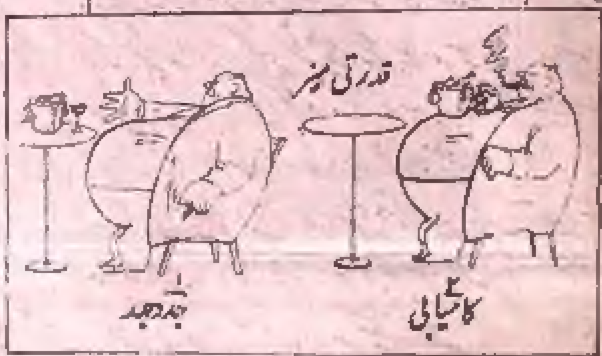
رباعی کے چوبیس وزن ہیں ان میں بڑے بڑے
کاملین کو دھوکا ہوا ہے۔ اس عاشہ المبلونے
ہیں اکثر پڑھیے۔ "ایک سبب" اکثر زیادہ ہوگیا۔
مرزا داغ مرحوم عروض کے بے شک استاد تھے
وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ مرزا داغ مرحوم کی بعد
رباعیوں میں یہی سقم موجود ہے۔ اور مرزا غالب
کے اس مصرعہ میں بھی پایا جاتا ہے ؎

دل رک رک کر بند ہو گیا ہے غالب

صحیح وزن کی صورت یہ ہے ؎

دل رک رک کر بند ہوا ہے غالب

شارح اگر عیب سے چشم پوشی کرتا تو اہل نظر اسے
جاہل سمجھتے ..........
.......... عجب بڑوں سے
سرزد ہو تو صواب نہیں ہوتا خوشامد کی بات




دوسری ہے۔ یہ دیوان کی شرح ہے کسی رئیس
کی محفل نہیں ہے کہ "بجا ارشاد ہوا" سے کام
لیا جائے۔ رؤسا کی جہالت سے اہل دربار کی
ہنڈیا گرم ہوتی ہے لہذا بھولے رئیس کی تلاش
میں خود غرض لالچی خود سے سرگرم رہتے ہیں ادھر
کوئی امیر کا لونڈا زادہ بچے چڑھا ادھر کوسے
انسترے سے چندیا مونڈنے دوڑے "حضور کا
گھوڑا جلیبیاں مانگتا ہے" حکم ہوا من بھر
جلیبیاں دس من دودھ مقرر کرو ساری دنیا
جانتی ہے کہ ہری ہری دوب اور جڑیل گھاس
گھوڑے کے واسطے جلیبیوں سے زیادہ بہتر ہے
مگر وہاں تو درباری غازی مرد پیٹ بھرنے
کی فکر میں ہیں۔ وہ کیوں کہیں کہ حضور ہوش
میں آجیے۔ آج حضور مصاحبوں کے بہلاوے
میں نہ آئے تو کل درباریوں کے مغالطہ میں
بھی نہ پھنسینگے۔ جناب یہ تو دیا جانتے ہیں
کر سوز شارح مرزا غالب کے ساتھ یہی برتاؤ کر دو
طلبہ کو مغالطہ میں پڑا رہنے دیتا۔ یا یسی عجیبی اور
بد نومی ترکیبوں کا رواج خاموشی کے ساتھ کیا کرتا
اور لوگوں سے کہتا کہ تم شوق سے جاپانی یا چینی الفاظ
بغیر کسی ضرورت کے اردو میں کھپاؤ گفتگو کے وقت
سننے والے کو سود خود غرض جوگی تو سکے گا۔

"جناب زری عمر ہے میں ڈکشنری دیکھ لوں تو
آپ کی بات کا جواب دوں گا"

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مشکل گوئی بہت
آسان چیز ہے معنی و بے معنی سنگین و ثقیل لغات
ڈھلکانے والوں کی زیادتی اسکی دلیل ہے۔ آپ
آجکل کے پرچے دیکھیے ہر شخص بے معنی و مطلب
الفاظ جمع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ
بجائے خود یہ سمجھتا ہے کہ ہم غالب کے رنگ
میں شعر کہتے ہیں۔ استغفر اللہ کجا غالب کجا
یاوہ گو جتھا۔ اس سے زیادہ کلام غالب کی
توہین نہیں ہو سکتی۔ اس جرأت کی وجہ
محض یہی ہے کہ مرحوم مرزا غالب کے دیوان
میں چند شعر ایسے ہی ہیں۔ مولانا حالی کی
رائے اگر بعد ازوقت نہ ہوتی اور غالب کو عمل کرنے کا
موقع ملتا تو مرحوم غالب کا دیوان بے نظیر و بے مثل ہوتا۔
مولانا طباطبائی کو غالب کشی کا الزام دینے کی
بہ نسبت یہ زیادہ مناسب تھا کہ ہنر صاحب ان افراد
بدنام کرنے والوں کی جانب توجہ فرماتے۔ کیا ننگ و
عار کی بات نہیں کہ:۔

"ہر کجا سخن بے معنی بود بگو ہند گفتۂ غالب است"

عمرو کا املا مرزا غالب کے دیوان میں الف سے ہے
مرزا غالب کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ وہ املا سے
بے خبر تھے کفر ہے غالباً امر کی زنبیل کہنے میں
انھوں نے غلط عام کی پیروی کی ہے۔ (اس دیوان
کے پروف خود مصنف نے دیکھے تھے) اگر شارح
نے اصل لفظ کی توضیح کر دی تو اس پر یہ شبہ نہیں
ہو سکتا کہ اس نے غالب کا شمار جہلا میں کیا۔
اگر غور سے دیکھیے تو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت
غالب نے اپنی ابتدائی طرز سے عدول کیا جب تک

وہ اپنی طبیعت و فطرت کے خاص رنگ سے بے خبر تھے۔ اُس وقت تک بیدل و ناصر علی کے طرز پر مشق کرتے تھے مگر آگاہی کے بعد انھوں نے پیدا یا طرز چھوڑ دیا اور ایسی راہ اختیار کی جو اُن کی خداداد طبیعت نے پیدا کی۔ اگر دیوان میں بہت سی فارسی ترکیبیں بیدل کے طرز کی موجود ہیں مگر فارسی مجموعے کا آخری کلام ان ترکیبوں سے خالی ہے۔ اب آپ خود ہی انصاف فرمائیے کہ آخر اس عدول و احتراز کی وجہ کیا تھی؟ اس مختصر مضمون میں بہت سے نکات قابلِ توجہ ہیں۔ افسوس مولانا طباطبائی کی شرح اس وقت پیشِ نگاہ نہیں۔ ہم منتظر ہیں کہ خود مولانا کب ادھر متوجہ ہوتے ہیں۔

راقم

اخبار شعرا

## جناب منشی شوق مرحوم

کبھی سچ پوچھو تو قدرت کا یہ دستور بعض اوقات کھل جاتا ہے کہ ایک شخص دنیا سے منہ موڑ اعمال کا دفتر سمیٹ سامنے سیدھا جنت کی راہ لیتا ہے اور دوست احباب منہ دیکھ کے رہ جاتے ہیں۔ اگلے لوگ جو کہا کرتے تھے

"مرگ انبوہ جشنے دارد"

تو سچ کہتے تھے۔ اب دیکھیے جناب منشی احمد علی شوق قدوائی کی ذات اُردو ادبیات کے واسطے کتنی ضروری تھی مگر عید الفطر کے تیسرے چوتھے روز آپ لوگوں سے مصافحہ کرنے کے بعد جدا ہو گئے اور دوستوں کو اپنے فراق میں تڑپتا چھوڑ گئے۔

آپ اودھ پنچ کے قدیم رفقا میں سے تھے آپ کے نظم و نثر مضامین شوخی و ظرافت کے اعتبار سے یاد رکھنے کے قابل تھے۔ آزاد کے نام سے آپ نے ایک ہفتہ وار پرچہ بھی نکالا تھا سیاسی معاملہ فہمی کی راہ سے یہ پرچہ کسی یورپی کا قد اخبار سے کم نہ تھا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد منشی سجاد حسین مرحوم سابق مدیر اودھ پنچ نے اسے مول لے لیا۔ سال دو سال آزاد اپنی وضع دیرینہ پر قائم رہا پھر اودھ پنچ میں مل جل کے رہ گیا۔ آپ سالہا سال اودھ پنچ میں مولانا حالی مرحوم کے کلام کی تنقید کرتے رہے۔

جناب شوق بھاکھا پر بھی عبور رکھتے تھے اسی وجہ سے اُن کا کلام کرخت نہ تھا۔ اُس میں شیرینی اور لطافت ہوتی تھی۔ سابق کے اودھ پنچ میں آپ نے اُمرائے انگلستان کے مختصر سوانح مع تصاویر لکھے۔ مگر رام پور کے تعلقات کے باعث یہ سلسلہ قطع ہو گیا۔ اودھ پنچ بند ہونے کے بعد جب دوبارہ شائع ہوا تو سب سے پہلے آپ نے "آئے وہ آئے" کے عنوان سے ایک نظم عنایت کی جو سنہ [illegible] کے پہلے نمبر میں شائع ہوئی۔ ریاستی تعلقات کے سبب سے آپ نے "راسخ شوق" لکھنا چھوڑ دیا اور مضمون کے آخر میں "راقم دفن" لکھنا شروع کیا۔ ہماری عادت نہیں ہے کہ اپنی نسبت جو کلمات تحسین سنیں اُنھیں شائع کرتے رہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو بنیں مگر اُن کا حسنِ خلق مجبور کرتا ہے۔ اُنھوں نے سال بھر اودھ پنچ بغور ملاحظہ فرمایا اور ایک سال کے بعد اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی:۔

"علم کی رو سے حال کا اودھ پنچ سابق کے اودھ پنچ سے بہت بلند ہے اب اس کی ظرافت اور شوخی عالمانہ ہے رندانہ نہیں ہے"

مئی سنہ [illegible] میں جب آپ کا تعلق ریاست رامپور سے قطع ہو گیا تو ہم نے خواہش ظاہر کی کہ ترکوں نے خلافت سے منہ موڑا۔ یہ واقعات نظم کر دیجیے اب آپ کھلم کھلا لکھ سکتے ہیں۔

آپ نے جواب دیا:۔

"عزیز گرامی۔ سلام شوق۔ میں اب وطن یعنی ستر کھ میں ہوں۔ رام پور کا قیام قطعاً منقطع کیا گیا۔ میں رام پور میں پنچ دیکھ لیا کرتا تھا.... ریاستوں سے کسی اخبار میں کچھ لکھنا بے حد خطرناک تھا۔ ذرا سی بدگمانی وہاں قلع قمع

## سمن الغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۳۷/۴۷ سنہ ۱۹۲۵ء

بعدالت جناب منشی مرزا نجم غیث صاحب بہادر [illegible]
سب جج اناؤ۔ مقام اناؤ۔

دشرتی لال نابالغ ولد رام ناتھ برفاقت مسماۃ [illegible] مادر خود قوم کائستھ ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع اناؤ مدعی

بنام

لالہ رام لیدھر وغیرہ مدعا علیہم

۱۔ بھیروں دیال ولد گنگا دیال
۲۔ شیام سندر لال [illegible] } قوم کائستھ ساکنان [illegible] پرگنہ و تحصیل بلہور ضلع کانپور

۳۔ ریونتی پرشاد
۴۔ شیو شنکر لال [illegible]
۵۔ رام دیال ولد گیا پرشاد } قوم کائستھ ساکنان قصبہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع اناؤ

۶۔ ہردیال
۷۔ گردھاری لال
۸۔ نند لال } پسران [illegible] قوم کائستھ ساکنان [illegible] پرگنہ و تحصیل و ضلع ہردوئی

۹۔ [illegible] ولد [illegible] قوم کائستھ ساکن [illegible] پرگنہ بلہور
۱۰۔ [illegible] ولد [illegible] قوم کائستھ ساکن رسول پور پرگنہ بلہور } ضلع کانپور

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] کی دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ [illegible] سنہ ۱۹۲۵ء وقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا بوساطت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی مدعی کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع ہو کہ اگر روز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ مئی سنہ ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بدستخط انگریزی

تنبیہ۔ اگر بیانات تحریری کی ضرورت ہو تو لکھا [illegible] دینا [illegible] کرنے میں [illegible] بتاریخ [illegible] ماہ مئی سنہ ۱۹۲۵ء تک [illegible]

## مجلدات اودھ پنچ سنہ ۱۹۲۴ء

بہت کم دفتر میں باقی رہ گئی ہیں۔

کتاب [illegible] یعنی [illegible] بھی [illegible] جلدیں باقی ہیں جلد طلب فرمائیے۔

منیجر




واہ!

"اس پوشیدگی پر یہودیوں کا وطن تصدق!"

(نمونہ قابل درخواست)

## سمن بنام مدعا علیہ بنا بر حاضری اصالتاً بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۳)

بعدالت منصفی مقام بانس گاؤں ضلع گورکھپور باجلاس جناب مولوی ظہیر الدین صاحب منصف بہادر
مقدمہ ۳۵ بابت ۱۹۲۵ء
رگھوناتھ پانڈے وغیرہ — مدعی
بنام
رام کول وغیرہ — مدعا علیہ

بنام سری کشن پانڈے ولد رام ہٹ پانڈے متوفی و دیگر پانڈے ولد رام بیجاورن پانڈے متوفی ساکن موضع کھورا پارا پرگنہ دھوریا پارا

ہرگاہ کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخل [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ مئی ۱۹۲۵ء وقت دس بجے دن عدالت ہذا میں اصالتاً حاضر ہو اور جواب دعوے کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جس پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔
تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] ماہ اپریل ۱۹۲۵ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی
(مہر عدالت)

## اطلاع

(۱) اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی مرضی سے حاضر نہ ہوں گے تو تم عدالت ہذا سے سمن بنام ان کے جاری کرا سکتے ہو کہ جو گواہ حاضر ہو وہ جبراً حاضر کرایا جائے اور جس دستاویز کو کسی گواہ سے پیش کرانے کا تم استحقاق رکھتے ہو وہ اس سے پیش کرائی جائے بشرطیکہ تم خرچہ ضروری عدالت میں داخل کر کے اس امر کی درخواست گزرانو۔

(۲) اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ مع خرچہ نالش عدالت میں داخل کرو تا کہ کارروائی اجرائے ڈگری کی جو تمہاری ذات پامال یا دربصورت ضرورت دونوں پر ہو کرنا نہ پڑے۔

## فریگرنٹ ٹوتھ پوڈر

دانت کی صفائی اور صحت منظور ہے تو خوشبودار منجن ہیں علی حیدر اینڈ سنز کا بنایا ہوا استعمال کرو تین ماہ کی قیمت ۱۰ار چھ ڈبیہ کی قیمت ۱۲ر ایک درجن ڈبیہ کی قیمت ۱۲ عہ علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر علی حیدر اینڈ سنز امروہہ مراد آباد

(نمونہ قابل درخواست)

## سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۴۹۲ سنہ ۱۹۲۴ء
عدالت منصفی بستی ضلع بستی
مسماۃ بھگستان — مدعی
بنام
مہندر سنگھ وغیرہ — مدعا علیہ

بنام مہندر سنگھ ولد رگھوبیر سنگھ ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع مظفر پور متعلقہ مدعا علیہ
ہرگاہ کہ مدعیہ نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۵ ماہ مئی ۱۹۲۵ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔
تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت آج بتاریخ ۲۰ ماہ اپریل ۱۹۲۵ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی
(مہر عدالت)

## سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۰۲ خفیفہ ۱۹۲۵ء
بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر فیض آباد مقام فیض آباد
ماجہ رام سنگھ ولد بوسٹ سنگھ ساکن موضع کھجوتا پرگنہ پچھم راٹھ تحصیل بیکاپور ضلع فیض آباد — مدعی
بنام
سید گدا حسین وغیرہ — مدعا علیہ

بنام { ۱- سید یوسف حسین - ۲- سید ایوب حسین پسران محمد حسین ساکنان موضع سرائے کھنبولی پرگنہ پچھم راٹھ تحصیل بیکاپور ضلع فیض آباد }

ہرگاہ مدعی مذکور بصدر نے تمہارے نام ایک نالش بابت دلاپانے مبلغ [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ چودہ ماہ مئی ۱۹۲۵ء بوقت دس بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لئے مقرر ہوئی ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو انکو بھی روز مذکور پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
آج تاریخ [illegible] ماہ اپریل ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔
دستخط حاکم بخط انگریزی
(مہر عدالت)

## کوئلہ کوئلہ کوئلہ

### اعلے اور سستا

معدن کوئلہ کے تجربہ کار انجنیر کی ذاتی نگرانی میں چنا جاتا ہے اور روانہ کیا جاتا ہے۔

پتہ ذیل سے خط و کتابت کیجیے

ڈی مکرجی اینڈ برادرز کول مرچنٹ ہیراپور دھنباد

D. MUKHARJI & BROS
HIRAPUR
DHANBAD. E.I.R

## سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۹ سنہ ۱۹۲۵ء
بعدالت جناب سید محمد رشید حسین صاحب جج تحت اودھ پرگنہ [illegible]
خسکے ولد مادھو قوم گڈریہ ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] مزروعہ رام بہادر پرگنہ گوپامئو — مدعی
بنام
حافظ محمد عادل ولد محمد کامل قوم شیخ ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] — مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] رقمہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۶ ماہ مئی ۱۹۲۵ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لئے مقرر ہوئی ہے واسطے انفصال ..... قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو انکو بھی روز مذکور پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
آج بتاریخ ۲۶ ماہ اپریل ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی
(مہر عدالت)

گوارہ نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کے مضمون نگار منشی عبدالوحید نیرنگ میرے عزیز ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے اظہار نام کا تو ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ میں کسی سے ڈرتا نہیں۔ مگر میں بہت بیمار رہتا ہوں۔ ابھی چار ماہ کی بیماری اٹھا چکا ہوں نظم میں قوت دماغی زیادہ صرف ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ نثر میں تو پھر بھی آسانی ہے ۔ ۔ ضعف کی یہ حالت ہے کہ اب بمشکل سو قدم چل سکتا ہوں۔ پرسوں واپسی کے وقت زینے پر چڑھتے ہوئے گر پڑا ۔ ۔ ۔ نثر مضامین (متعلق خلافت) شائع کرنے میں تامل کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ ۔ ۔ ۔ خدا جانتا ہے کہ میں مجبور ہوں تین ماہ مسلسل دست آئے ہیں بواسیر کا خون بند مگر یہ پرانا عارضہ مجھے ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں قسم کھا کے یقین دلا رہا ہوں امید ہے کہ یہ عذر مقبول ہوگا۔

آپ کا خیر طلب احمد علی شوق قدوائی۔ ۱۱ مئی سنہ ۲۳ء

بہرحال سنہ ۲۳ سے لے کے اس وقت تک اودھ پنچ نے آزاد ایم آر۔ عزیز لکھنوی ساز اور شوق قدوائی کے سے فاضل شوخ ظریف قادر الکلام مضمون نگاروں کا داغ اٹھایا۔

جناب شوق کی عمر بھی ستر سال سے متجاوز تھی۔ اب جناب منشی عبدالوحید صاحب نیرنگ اور ڈپٹی منشی "ندیم" کے سوا پرانے لکھنے والوں میں کوئی نہیں ہے۔ ان دونوں کو زندہ رہنا چاہیے۔ ورنہ ملک الموت سے اودھ پنچ کی جانب سے ہرگز نہ بنے گی۔

(ایڈیٹر)

## میاں "کو"

ملائی کی برف بیچنے والے صدا لگاتے ہیں "ملائی کی برف ہے" ترکاری والیاں کوچوں میں چلاتی ہیں "بینگن بھی ترکاری کا ایک جلوہ ہیں" کی دوسرے میں بھی نام ہے۔ لیکن ناشائستہ حال کے انشا پردازوں نے اب ایک نئی بیماری مول لی ہے جسکا نام "کو" ہے۔ ان میاں "کو" کی نہ پوچھیے کل دبے محل جہاں دیکھیے در رہتی ہیں۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ہمارے صوبے کے اخبار نویس بلکہ شہری انشاپرداز بھی "کو" پر عاشق ہیں۔ خدا جانے "رہیگی" اور "رہیگا" کو پیٹ کب رہا جو حضرت کی ولادت ہوئی۔ یہ دونوں تو مدت سے بانجھ تھے شاید کوئی مؤثر دوائی (دوا) مل گئی اور زوانہ کی کوکھ نئے سر سے جوان ہوگئی۔ ذرا دیکھیے کتنے فصیح جملے ہیں:-

(۱) اس انتخاب "کو" دول متحدہ کے لیے چیلنج سمجھا گیا۔

(۲) انتخاب "کو" ہٹلر کی جنگ کے واسطے فریب بھیجی کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔

(۳) اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قوم کے نزدیک وان ہنڈنبرگ "کو" صدارت جرمنی کا اہل سمجھا گیا ہے۔

بلاغت کی مار اور فصاحت کی پھٹکار ایسے "کو" پر کیفیت ہر جگہ پھوڑی کی طرح ابھرتا اور عبارت کی شفاف و صاف سطح میں ناہمواری کا عیب پیدا کرتا ہے۔ مانا کہ پھوڑی اور کوبڑ میں ورم نہیں ہوتا مگر بیماری تو ہے۔ معلوم نہیں لکھنؤ کے بعض اہل قلم نے کیوں "کو نوازی" فرمائی اور مجھے نہیں اس نامعقول "کو" میں کیا خوبی نظر آئی علمایان کمپنی بھی "قتل زید" کا یوں ترجمہ نہیں کرتے "زید کو مار ڈالا گیا" صیغہ مجہول میں مفعول کی علامت مفعولیت پہلے ہی سے نمارد ہے۔ اور بغیر اس علامت کے بھی کام چل سکتا ہے۔

راقم

"کو" لکھا گیا

## نقد النقد

ایس اے بی بخشی کمپنی نمبر ۲ کوتوالی اسٹریٹ نے ایک ڈبیا سندری سنو کی بھیجی ہے۔ یہ ملائی کی صورت کی ایک خوشبودار دوا ہے موجد دعویٰ کرتا ہے اگر کوئی کسی جلد والی عورت ہر شب اسے چہرے پر مل کے سو رہے تو رنگت نکھرتی ہے۔ گالوں کی ریوڑی پکانے تک نہیں رہنے پاتے چیچک کے داغ جاتے ہیں۔ دھوپ لگنے کا اثر بالکل زائل ہوجاتا ہے۔ جھریاں مٹ جاتی ہیں۔ گرمی کے موسم میں لون کے لوکے سے کھال نہیں جھلستا۔ الغرض دوا کا ہے کو صفائی کا دارالعدل ہے چہرے اور جلد کے تمام امراض پر جھاڑو پھیر رہتا ہے یہ فوائد استعمال کے بعد محسوس ہوسکتے ہیں مگر اتنا ہم ابھی سے کہے دیتے ہیں کہ دوا خوشبودار ضرور ہے۔

(۲)

لگے ہاتھوں جنیول اینڈ کمپنی سنہ ۲۲ سلودھیت پور روڈ کلکتہ نے ایک ڈبا شاہی زردہ کھانے کا تنباکو بھیجا یہ بھی صورت و ذائقہ میں اچھا ہے جس نے چکھا اس نے پسند کیا۔ یہ دور سے مہکتا ہے تنباکو کی عادت ہو یا نہ ہو اگر آپ اسکی ڈبیا جیب میں رکھیں گے تو عطار معلوم ہونگے۔

(۳)

اس ہفتہ میں کئی معتبر آدمیوں نے مس جے پیس ال ایم ایس لاہور حال وارد لکھنؤ ۲۰ کچہری روڈ کی حذاقت اور دستکاری کی توصیف کی۔ یہ میم صاحب تجربہ کار ڈاکٹرنی ہیں۔ اور مریضوں کے ساتھ خلق و مروت پیش آتی ہیں۔ زچہ خانے کے کام میں ایسی ہوشیار ہیں کہ شاید لکھنؤ میں انکی نظیر مشکل سے ملے گی۔ یہ پراونشیل میڈیکل سروس یوپی کی ممبر بھی ہیں۔

پردہ نشین عورتوں کی بات ذرا مشہور کم ہوتی ہے اگر مردوں کو پیٹ رہنے کا عارضہ ہوتا تو ہمیں یقین ہے کہ ساری دنیا میں انکی حذاقت کا ڈنکا بجتا ہوتا۔

(۴)

حکیم سید محمد حسن صاحب شباب اکبرآبادی نے آگرہ سے ایک ماہوار پرچہ جسکا نام [illegible] ہے نکالا ہے اول کا سینہ سے نکلنا اور دلوں بڑا دلچسپ ہے عشاق کو تو کارآمد ہو۔ مگر ابھی شک نہیں کہ ذہم میں وسعت بہت ہے۔

جن سالکوں تک دست [illegible] "بیماری دل" ہے وہ کہ بکا دو سکے

شکر ہے کہ "پیمانہ" کی مسل عبارت آپ ہی کا پرچا ہوں اس پر نہیں پڑا سیدھی سادی بول چال ہے۔ اگر اس نے ہمارے پرانے مہربان دوست سید اظہر علی آزاد تحصیلدار اعتماد پور آگرہ کے مشورے پر عمل کیا اور بقدر شناسوں نے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

پر عمل فرمایا تو اس پرچہ کو خاصی ترقی ہوگی۔

اداسے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا

قیمت دو روپیہ سالانہ بہت نہیں ہے۔ دل پر لوگ سلطنتیں نچھاور کرتے ہیں۔ ممتاز جان کا واقعہ سب ہی جانتے ہیں۔ ارے ہاں یہ کہنے کو تو نہ چوکے

دل سی شے وہ بھی تجھ احمق سے سنبھالی نہ گئی

مولف "دل" فرماتے ہیں ؎

دل کی قیمت اک نگاہ ناز ہے
آ گئے جو آ لے ترے ایمان میں

مگر نگاہ ناز کے ساتھ دو روپیہ نہ آئے تو کام نہ چلے گا۔ ہماری استدعا ہے کہ حضرت مؤلف یعنی حکیم صاحب اپنا دل سنبھالے رہیں کرسٹانوں اور نوابزادوں کی صحبت میں نہ بیٹھنے دیں تاکہ دل کی زبان نہ بدلے چاہے خیالات کے اعتبار سے وہ خود بدل جائے۔ اگر انھوں نے ہماری نصیحت پر عمل کیا تو انشاءاللہ لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے گا ؎

بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے

## مولانا پنچ کی نوٹ بک

### مصالحت پر غصہ

کسی جج کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ مدعی مدعا علیہ کے درمیان صلح ہو جانے پر رنجیدہ ہو مگر [illegible] میں ایک حکایت ہے کہ دو بھیڑیے شیر کی مصاحبت میں پھنس گئے۔ شیر کسی وقت جان نہ چھوڑتا تھا آخر دونوں کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ شیر صاحب کو دھوکا دے کے اپنی راہ لو۔ ایک دن دونوں کہنے لگے "حضور والا ہم دونوں کے قبضے میں بکریوں کا گلہ ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ اس کا بٹوارا ہو جائے تکلیف تو ہوگی ذرا چل کے بانٹ دیجیے۔ حضور کو اختیار ہے جس قدر بکریاں منظور ہوں بطور حق انصاف اپنے تصرف میں لائیں۔" میاں شیر راضی ہو گئے۔ کئی دن بھیڑیے شیر کو جنگل جنگل کی ہوا کھلاتے رہے آخر ایک باغ میں گھسے شیر کو دروازے پر روکا اور خود اندر سے دروازہ بند کر لیا اور کوٹھے پر چڑھ کے کہا "چلیے ہوا کھا لیجیے۔ اب ہم دونوں میں صلح ہو گئی ہے"

یہ خبر سنتے ہی جج صاحب اچھلے کودے غرّائے مگر بیچارے کرتے ہی کیا۔

یہی حال جرمنی اور انگلستان کا ہے۔ جرمنی کی گروہ بندی اور جمہوریت میں خوب چل رہی تھی اس خانہ جنگی کی بدولت فرانس کے حرص کی پیاس بھی بجھتی تھی اور شیر انگلستان بھی اپنی ذرہ گرم کرنے کی امید میں دور سے ٹکی لگائے دیکھ رہا تھا۔ اب وان ہنڈن برگ سابق فیلڈ مارشل کئی لاکھ ووٹ سے انتخاب کا میدان جیتا اور صدر جمہوریہ مقرر ہوا ہے۔ یہ کوئی معمولی شخص نہیں ہے حضرت! غضب ہو گیا جرمنی کے گروہوں میں صلح ہو گئی اب دال کیونکر گرم ہو گی۔ بھلا اس بیہودہ حرکت پر غصہ آئے کہ نہ آئے۔

لیڈی فرانس جھنجلا جھنجلا کے کہتی ہیں "یہ نگوڑا جاڑے میں جائے یہ موا وان ہنڈن برگ کیوں صدر بنا یہ مرنا ہوگا تو سدا سے میرا بیری ہے۔ یا نان کا خرچ "رور" کی آمدنی سے چلتا تھا اب دیکھیے کیا ہو" اس ماجے کے راج میں تو کوئی امید نہیں ہے یہ تو ہمیشہ سے جھگڑالو ہے۔ الغرض ہفتہ گزشتہ کا یہ سب بڑا واقعہ ہے وہ لوگ تاریخ سے بہرہ نہیں رکھتے جو وان ہنڈن برگ کی صدارت کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اب پھر قیصر کا دور دورہ ہوگا۔ یا جرمنی پر شخصیت زور باندھے گی۔ ابھی نکلے دانت بھی کہیں بیٹھتے ہیں جمہوریت ہوئی اور ہو چکی۔ یہ دشمنوں کے حربے ہیں کہ وان ہنڈن برگ صدر ہوا ہے تو قیصر ضرور بلوایا بنایا جائیگا ایسا مشہور کریں تو نفاق کیونکر پیدا ہو مگر جاتی کیا ساتھ ہوا اسے عقلمندوں اسی عادت کو صبر ہو۔

فرانس نے ریف پر حملہ کر دیا صاف صاف تو یہ ہے کہ یہ نئی اسلامی جمہوریت آنکھوں میں کھٹکتی ہے مگر جائیں جیسے یوں بتاتے ہیں کہ ہم تو اپنی ماتحت علاقہ کے تحفظ حقوق پر مجبور ہیں۔ بھلا کوئی پوچھے کہ خانم صاحب وہ حقوق کیا ہیں؟ یہی نہ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ "خربوزے کو دیکھ کے خربوزہ رنگ پکڑے" اور جمہوریت کا متعدی طبیعی اثرات دیو جانب سے ٹیونس کے سب ریشے کھینچ لائے تو ہمارے ہاتھ پاؤں کٹ جائیں اور غلاموں کی شبانہ روزی خدمت سے محرومی نصیب ہو۔ پھر یہ تو نئی بنائی بات ہے۔ جب عام رجحان اسی طرف ہے کہ ہر قوم پر حکومت کا حق صرف انہیں لوگوں کو ہے جن کا خمیر اسی خاک سے بنا پرورش ہوا تو کب خواہ مخواہ کی ماتحتی کا بہانہ قیام امن کا حیلہ خلافت تجارت کا جال کام دے گا ایک نہ ایک دن یہ اوزار بے کار ہوں گے۔ انسانیت کی جبلی بیداری اور فوجی قوت کی رسی ڈھیلی ضرور ہو گی۔ یہ ممکن نہیں کہ ریف پر حریف حملہ کرے اور مراکش کے خون میں جوش نہ آئے۔ اگر "رور" چھن جانے کا قصاص جرمنوں کے عوض قبل انزگ غریب ریف والوں سے لینا مقصود ہے تو "یہ دھی" کا قصاص بھوپٹ لینا ہو وان ہنڈن برگ "رور" پر ضرور قبضہ کرے گا۔ اگرچہ ابھی شروعات نہیں ہوئی اور یہ بھی یاد رہے کہ ریف اور مراکش بھی ضرور آزاد ہوں گے۔

## ڈاک خانہ کی عنایت

محصول دو چند کرنے آمدنی گھٹانے کے بعد جس کمال کا ثبوت اس محکمہ سے ملتا ہے شاید سوا ریلوے کے اور کہیں نہ مل سکے۔ اودھ پنچ کے صفحہ ۱۰ پر نام اور رجسٹرڈ نمبر ۳۰۵ صاف الفاظ میں چھپا ہوا ہے مگر ڈی ال او سے واپس شدہ پرچے سالہا سال سے [illegible] بیرنگ دفتر میں جاتے اور تلف ہوتے ہیں۔ کئی بار پوسٹ آفس کو اطلاع دی گئی مگر نتائج کے ڈاک کو

# معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگا لی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصۂ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جز و علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصۂ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

## اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصۂ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصۂ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال میں ذمۂ خریدار۔

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

# سفید بال ۱۵ دن میں جڑ سے کالا

ہزاروں آدمی کا بال کالا کر دیا ہے۔ آپ کا بال جو سفید بال کچے نکل آوے اگر سمری بیلرٹی ہیرنا شیل سے کالے نہ ہوں تو دام واپس کرینگے اعتماد نہ ہو تو شرط لکھوا لیں۔ دام بڑا بکس سات روپیہ سے، چھوٹا بکس پانچ روپیہ (عہ)

پتہ:۔ منیجر ہیرنا اسٹور نمبر ۴۳ پوسٹ کنسی سمری ضلع دربھنگہ

## آپ کی خواہش ضرور پوری ہوگی

اگر آپ خواہش رکھتے ہیں کہ ہم تمام امراض سے محفوظ رہیں ہمارا جسم مضبوط طاقتور اور پُر زور ہو ہماری قوت حافظہ تیز ہو دماغ تندرست ہو ہمارے اعضائے جسمانی اور قوائے روحانی ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں اور سرور ہو کر ہماری اولاد بھی مضبوط عمر دراز اور خوش رہے تو مقویات سرتاج عالم کا خطاب رکھنے والی اننگ نگر گولیوں کا استعمال کریں یہ گولیاں ہر بیماری استلام سرعت ...... نامردی وغیرہ کو تھوڑے ہی عرصہ میں دور کرتی ہیں قیمت فی ڈبیہ عہ ۵ ڈبیہ للعہ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ

ویدشاستری جام نگر کا ٹھیاواڑ

(لکھنؤ کا ایجنٹ) اندرچند اینڈ کو

## سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے منگایئے اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے۔ قیمت فی جلد ۸ ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی یا منی آرڈر بھیجئے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

# ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد کے کارآمد خلاق مصنفات یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اُردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک سے ہر ایک بچہ کو پڑھایئے اور کام کا آدمی بنایئے اگر خود پڑھیئے تو زندگی کی قیمت بڑھایئے۔

**علم الاخلاق** مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصولڈاک ...... عہ

**افراد کا سیہ** پیشہ وروں کے مطالعہ کی چیز ہے اردو عہ

**الدین اور الکون** یعنی مذہب سائنس عہ

**امور عامہ** ۔ عربی فلسفۂ عقل کا کارآمد متن ہے عہ

زائد خریداروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

تازہ ناول